Regd S. No 1411

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا

روزنامہ

المصلح

فی پرچہ ۱

بدھ

۲۷ محرم الحرام ۱۳۷۳ھ

ایڈیٹر: عبد القادر بی - اے

جلد ۶ | ۷ اخاء ۱۳۳۲ھ ۷ اکتوبر ۱۹۵۳ء | نمبر ۱۵۸

تودہ پارٹی کے کارکنوں کو خبردار کر دیا گیا

تہران ۶ اکتوبر۔ ایرانی فوج کے چیف پراسیکیوٹر حسین اعظم نے کمیونسٹوں کو خبردار کیا ہے۔ کہ اگر انہوں نے کمیونسٹ پارٹی کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کی۔ تو انہیں موت کی سزا دی جائے گی۔ انہوں نے کل ایک بیان میں کہا کہ جو بھی تودہ پارٹی کو دوبارہ منظم کرنے کی کوشش کرے گا۔ فوجی عدالتیں اس کے خلاف کارروائی کریں گی۔ خواہ وہ فوجی ہو یا غیر فوجی اسی طرح ان لوگوں کے خلاف بھی کارروائی کی جائے گی۔ جو کمیونسٹوں کی طرز پر معاشرے میں چھوٹے چھوٹے خفیہ حلقے بنانے کی کوشش کریں گے۔ اس سلسلے میں جو لوگ بھی مجرم ثابت ہونگے انہیں پھانسی کے تختے پر لٹکایا جائیگا

سلسلہ احمدیہ کی خبریں

ربوہ (بذریعہ ڈاک) ۴ اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت تا حال ناساز ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا جاری رکھیں:

ملک سے باغیوں کا صفایا کرد

انڈونیشی افواج کے نام صدر سوئیکارنو کا پیغام

جاکرتہ ۶ اکتوبر انڈونیشیا کے صدر سوئیکارنو نے آج ملک کی مسلح افواج کو خبردار کیا کہ وہ کسی حال میں بھی غافل نہ ہوں۔ کیونکہ جمہوریہ کے دشمن ابھی تک ملک کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ انہوں نے بحری بری اور فضائی فوج کے نام ایک پیغام دیتے ہوئے کہا ان دشمنوں کی مجرمانہ سرگرمیاں تمہاری خاص توجہ کی مستحق ہیں۔ ڈاکٹر سوئیکارنو کا اشارہ دارالاسلام اور دوسری مسلح تحریکوں کی طرف تھا۔ پیغام میں انہوں نے مزید کہا۔ کہ جب تک باغیوں کا صفایا نہ کیا جائے۔ اس وقت تک وہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا جس کی خاطر ہم نے اغیار کے تسلط سے ملک کو آزاد کرایا تھا۔

تہران ۵ اکتوبر ایک معتبر ذریعے سے پتہ چلا ہے کہ گزشتہ چند روز میں ایرانی ہوائی فوج کے کم از کم ایک سو افسروں کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔ ان میں سے ۶۰ افسران خرم آباد کے قلعہ میں منتقل کر دیئے گئے ہیں

پاکستان ۱۴ ممالک کو اقوام متحدہ کا رکن بنانے کی روسی تجویز کی حمایت کریگا

واشنگٹن ۶ اکتوبر معلوم ہوا ہے کہ پاکستان اقوام متحدہ میں روس کی اس تجویز کی حمایت کریگا۔ کہ ۱۴ ملکوں کو بیک وقت اقوام متحدہ کا ممبر بنا لیا جائے۔ اس کا اعلان آج پاکستانی نمائندہ نے کیا۔ پاکستانی مندوب نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا پاکستان اس لئے روس کی تجویز کی حمایت کریگا کہ اس طرح اقوام متحدہ کا ادارہ زیادہ سے زیادہ ممالک کا نمائندہ بن سکیگا۔ آپ نے اس امر پر اظہار افسوس کیا کہ بعض ایسے ممالک کو بھی اقوام متحدہ کا ممبر بنانے پر اعتراض کیا جا رہا ہے۔ جنہیں خود اقوام متحدہ کی مساعی سے آزادی نصیب ہوئی ہے:

پاکستان کو جمہوریہ بنانے کے متعلق ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا

چودھری محمد ظفر اللہ خان نیویارک روانہ ہو گئے

کراچی ۶ اکتوبر۔ وزیر خارجہ آنریبل چودھری محمد ظفر اللہ خان نے کل رات اخبار نویسوں کو بتایا کہ پاکستان کو ری پبلک بنانے کے متعلق ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے وزیر خارجہ جنرل اسمبلی کے اجلاس کے سلسلے میں کراچی سے نیویارک جانے کے لئے قاہرہ روانہ ہو رہے تھے کہا کہ ابھی تک جو فیصلہ ہوا ہے وہ صرف دو ایوانوں میں مختلف یونٹوں کی نمائندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ نے کہا مجھے خوشی ہے کہ ہم نے ایک سوال پر سمجھوتہ کر لیا ہے۔ جو حالات دیگر بہت بڑی رکاوٹ ثابت ہو رہا تھا۔ بڑی حد تک مصری تنازعہ کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے چودھری محمد ظفر اللہ خان نے اس خیال کا اظہار کیا۔ کہ فریقین ایک دوسرے کے اس قدر قریب آ چکے ہیں کہ اس امر کا ہر وقت امکان ہے کہ جلد ہی سمجھوتہ ہو جائے آپ نے تاہم یہ نہیں بتایا کہ آیا آپ قاہرہ میں اپنے مختصر سے قیام کے دوران میں اس مسئلہ پر مصری حکام سے بات چیت کریں گے۔ جب آپ کی توجہ ایک خبر کی طرف مبذول کرائی گئی۔ جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ بحرین میں تجارتی سیکرٹری کے تقرر کے خلاف ایران نے پاکستان سے احتجاج کیا ہے تو آپ نے جواب دیا۔ کہ پاکستان کو اس احتجاج کے بارے میں کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی ہے۔ اور نہ بحرین میں اس کا کوئی کمرشل سیکرٹری ہے۔

نیویارک جاتے ہوئے چودھری محمد ظفر اللہ خان چند روز کے لئے لنڈن میں بھی قیام کریں گے آپ کو ہوائی اڈے پر جن لوگوں نے الوداع کہا ان میں وزارت خارجہ کے سیکرٹری مسٹر جے اے رحیم وزارت خوراک و زراعت کے سیکرٹری ایس ۔ اے حسنی اور وزارت خارجہ کے جائنٹ سیکرٹری میجر محمد حسن بھی شامل تھے:

شیخ عبداللہ کی میعاد نظربندی میں توسیع

سری نگر ۶ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ کشمیر حکومت نے مقبوضہ کشمیر کے سابق وزیر اعظم شیخ عبداللہ اور ان کے رفیق مرزا افضل بیگ سابق وزیر مال کی نظربندی کی میعاد دو ماہ کی توسیع کر دی ہے۔

ابراہیم فراغ کے خلاف مقدمے کی سماعت بند کمرے میں ہو رہی ہے

قاہرہ ۶ اکتوبر۔ وفد کابینہ کے ایک سابق وزیر ابراہیم فراغ کل انقلابی عدالت کے روبرو پیش ہوئے ان پر غداری کے دو الزام ہیں ابراہیم فراغ نے عدالت میں اقبال جرم سے انکار کرتے ہوئے اپنے بے قصور ہونے کا اعلان کیا وہ وفد کابینہ میں میونسپل اور دیہی امور کے وزیر تھے۔ ان پر غیر ملکیوں کے ساتھ ساز باز کرنے اور فوجی حکومت کے خلاف سازش میں عملی طور پر حصہ لینے کا الزام ہے۔ استغاثہ کے وکیل کی درخواست پر عدالت نے بند کمرے میں مقدمہ کی سماعت کرنے کا فیصلہ کیا۔ وکیل صفائی محمد صالح الدین نے جو ابراہیم فراغ کے ساتھ وفد کابینہ ہی کے ایک رکن تھے کہا اگر سماعت بند کمرے میں کی جائے تو انہیں اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا:

کوریا میں مفرور قیدیوں کی تعداد ۱۰ تک پہنچ گئی

پن منجام ۶ اکتوبر۔ بھارت کی نگران فوج کے ایک ترجمان نے کل یہاں انکشاف کیا کہ ایک اور چینی قیدی فرار ہو گیا ہے۔ یاد رہے مفرور قیدیوں کی تعداد دس تک پہنچ چکی ہے:

ترکی، برازیل اور نیوزی لینڈ سلامتی کونسل کے ممبر منتخب ہو گئے

نیویارک ۶ اکتوبر۔ کل جنرل اسمبلی میں پولینڈ اور فلپائن کے ساتھ شدید مقابلے کے بعد ترکی سلامتی کونسل کا رکن منتخب ہو گیا۔ اسے اس انتخاب میں ایشیائی افریقی گروپ کی حمایت حاصل تھی۔ اس کا انتخاب آٹھویں بار رائے شماری کے بعد عمل میں آیا۔ آخری رائے شماری ہونے تک ترکی دو تہائی اکثریت کے برابر یعنی کم از کم ۴۰ ووٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ جبکہ آخری رائے شماری کے وقت پولینڈ کو صرف ۱۹ ووٹ ملے۔ رائے شماری کے آٹھویں مواقع میں سے کسی ایک موقعہ پر پولینڈ نے جو سب سے زیادہ ووٹ حاصل کئے ان کی تعداد صرف ۲۳ ہے۔ اس کے بالمقابل فلپائن کسی موقعہ پر بھی سترہ سے زیادہ ووٹ حاصل نہیں کر سکا۔ برازیل اور نیوزی لینڈ بھی دو سال کے لئے سلامتی کونسل کے رکن منتخب کر لئے گئے ان کا انتخاب پہلی رائے شماری پر ہی عمل میں آیا۔ یہ انتخابات ان تین نشستوں کو پر کرنے کی غرض سے کئے گئے ہیں جو اس سال کے اختتام پر خالی ہوں گی۔ کیونکہ چلی یونان اور پاکستان کا عرصہ رکنیت اب ختم ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر مصدق اپنی وکالت خود کریں گے

تہران ۶ اکتوبر۔ مارشل لاء کی فوجی عدالت نے ڈاکٹر مصدق کو کل ۵ یوم کی مہلت دی۔ کہ وہ اس عرصہ میں اپنے لئے کوئی وکیل صفائی مقرر کر لیں۔ باخبر حلقوں کا کہنا ہے۔ کہ جب عدالت کا یہ حکم ڈاکٹر مصدق کے حوالے کیا تو انہوں نے کہا میں اپنی وکالت خود کروں گا۔ یاد رہے ڈاکٹر مصدق قانون کے ماہر ہیں انہوں نے قانون میں ہی ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی تھی:

عبد القادر پرنٹر و پبلشر نے انجمن پریس لارنس روڈ میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا

روزنامہ المصلح کراچی

مورخہ ۷ راکتوبر ۱۹۵۳ء

مالی افلاس اور اخلاقی افلاس

ذیل میں ہم ملک ظفر آفتاب صاحب بی۔ اے کا ایک مضمون بعنوان بالا ۱۳ راکتوبر کے روزنامہ "شہباز" سے بعینہٖ درج کرتے ہیں :۔

"وزیر اعظم پاکستان نے یہ بالکل درست کہا کہ سرکاری ملازموں کی رشوت خوری کا ذمہ دار ان کا "مالی افلاس" نہیں۔ بلکہ "اخلاقی افلاس" ہے۔ ایک زمانہ تھا اور ماضی کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آج کل کے زمانہ میں بھی لاکھوں کم تنخواہ پانے والے ملازمین ایسے ہیں جنہوں نے کبھی رشوت کے ایک پیسے کو بھی ہاتھ نہیں لگایا۔ وہ مالی افلاس کا شکار یقیناً ہیں۔ لیکن "اخلاقی افلاس" سے محفوظ ہیں۔ اللہ نے انہیں دولت ایمان و اخلاق سے مالامال کر دیا ہے۔

مسٹر محمد علی کا یہ قول اس اعتبار سے بھی صحیح ہے کہ رشوت خوار ہمیشہ مفلس یا قلیل المشاہرہ نہیں ہوتے۔ بلکہ اچھے خاصے کھاتے پیتے اور خوشحال افسر بھی ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ ان کو "مالی افلاس" رشوت ستانی پر مجبور نہیں کرتا۔ بلکہ ان کی یہ بد دیانتی "اخلاقی افلاس" کا نتیجہ ہے۔ جب تک دنیا میں موجودہ معاشرتی و اقتصادی نظام قائم ہے تنخواہوں اور آمدنیوں میں تفاوت برابر رہے گا۔ روسیوں نے بڑا زور مارا لیکن ان کی اشتراکیت بھی ملازموں کی تنخواہوں میں مساوات پیدا نہ کر سکی۔ اور آج روس میں ایک سو روبل ماہوار سے لے کر پانچ ہزار روبل ماہوار پانے والے موجود ہیں۔ انسانی عادت یہی ہے کہ کم تنخواہ پانے والے اپنا معیار زیست پست رکھتے ہیں۔ اور کفایت شعاری پر عمل کر کے اپنی زندگی بسر کر دیتے ہیں۔ زیادہ تنخواہ پانے والوں کا معیار زندگی اونچا ہوتا ہے وہ اپنی بعض ضروریات پر زیادہ پیسہ خرچ کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں اگر کوئی کم تنخواہ پانے والا اس خواہش میں مبتلا ہو جائے کہ وہ اپنے افسر کے معیار پر زندگی بسر کرے۔ تو وہ لازماً اپنی آمدنی بڑھانے کے لئے ناجائز وسائل تلاش کرے گا اور رشوت خوری اور ناجائز ستانی کا شکار ہو جائے گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ ان اخلاقی اقدار کا پابند نہ رہا۔ جو ہمیشہ سے دنیا میں مسلم چلی آ رہی ہیں۔ ایک تو اس نے اپنی چادر سے زیادہ پاؤں پھیلائے۔ دوسرے بنی نوع انسان کو تنگ کر کے ان کی ضرورت و مصیبت سے ناجائز فائدہ اٹھایا :

یہی حالت افسروں کی ہے جنہیں اچھی خاصی صاف ستھری زندگی بسر کرنے کے لئے کافی تنخواہیں ملتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مار کر اپنی اور اپنے سگے بندھوں کی زندگی کو تعیش کے درجے تک پہونچانا چاہتے ہیں۔ اور اس طرح رشوت ستانی میں مصروف ہو جاتے ہیں :

وزیر اعظم نے بتایا کہ حکومت کی طرف سے رشوت کے سدباب کے لئے قواعد و ضوابط نہایت سخت کئے جا رہے ہیں۔ تمام افسروں کی جائدادیں اور بنک کے حسابات کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ اور افسروں سے کہا جا رہا ہے کہ ہر سال اپنے اثاثوں کی روداد پیش کیا کریں سپیشل پولیس کو اس سلسلے میں خاص اختیارات دیئے جا رہے ہیں۔ اور رشوت دینا بھی جرم قرار دیا جائے گا۔

معلوم نہیں ان تدابیر سے رشوت خوری کس حد تک کم ہوگی۔ لیکن اصل بات وہی ہے کہ "اخلاقی افلاس" کو دور کرنے کی کوئی تدبیر ہونی چاہیئے۔ قانون کی سختیاں "خوف" تو پیدا کر سکتی ہیں نیکی پیدا نہیں کر سکتیں۔ اصل کام یہ ہے کہ لوگوں کو نیک بنایا جائے۔ نہ کوئی رشوت دینے والا رہے نہ لینے والا سب اقدار اخلاقی کے پابند ہو جائیں

ممکن ہے بعض لوگ اصلاح عوام سے مایوس ہوں۔ میں تو ہرگز مایوس نہیں ہوں۔ عوام کی فطرت بد نہیں ہے۔ انہوں نے ہمیشہ تلقین و وعظ کا اثر قبول کیا ہے۔ جن لوگوں کو عوام میں ہر دلعزیز ہونے کا دعوے ہے (یعنی علماء و زعماء) وہ ذرا چند ماہ یہ کام کر کے تو دیکھیں۔ عوام کو سمجھائیں حدیث رسول کہ رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ حکام اور چھوٹے ملازمین کو سمجھائیں۔ کہ وہ بنی نوع پر ظلم کر کے اور ان کی جیبوں پر ڈاکہ ڈال کر دنیا و آخرت کی روسیاہی کا سامان سمیٹ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس قسم کی مخلصانہ تلقین کا اثر ضرور ہوگا۔ اور یہ کوششیں ضرور بار آور ہوں گی۔ مثلاً اگر کسی شہر میں رشوت خوری کے خلاف رائے عامہ منظم کر دی جائے۔ اور عوام کو یہ نصیحت کی جائے۔ کہ جو سرکاری ملازم یا افسر تم سے رشوت کا طالب ہو۔ یا رشوت لئے بغیر کام نہ کرے۔ اس کے خلاف شور مچاؤ جیسے

منعقد کرو جلوس نکالو۔ اور حکومت کے پاس اپنے دستخطوں سے محضر نامے بھیجو۔ تو ظاہر ہے کہ رشوت خور سرکاری ملازمین اس فضا میں رشوت نہ لے سکیں گے۔ اور اگر یہ فضا قائم رکھنے کی کوشش کی گئی تو اخلاقی افلاس روز بروز کم ہوتا چلا جائے گا۔ اور بالآخر مسلمان رشوت سے بھی لحم خنزیر کی طرح نفرت کرنے لگے گا۔

بدقسمتی سے ہمارے ہاں کے اکثر علماء و زعماء سیاسیات کے چکر میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور بندگان خدا کے اخلاق و اعمال کی اصلاح کسی کو بھی منظور نہیں۔ ایسی حالت میں مستقبل ہرگز روشن نظر نہیں آتا۔ کیا قوم کے بزرگ کوئی ایسا طریقہ دریافت نہیں کر سکتے۔ جس سے تقسیم کار کے اصول پر بعض لوگ تمام دوسرے مشاغل ترک کر کے صرف اصلاح میں معروف ہو جائیں۔"

ہم فاضل مضمون نگار سے اس امر میں سو فیصدی متفق ہیں کہ سخت قوانین لوگوں کے دلوں میں خوف تو پیدا کر سکتے ہیں مگر نیکی پیدا نہیں کر سکتے۔ اصل کام یہ ہے کہ لوگوں کی ذہنیت کی اصلاح کی جائے۔ اور ان کے کردار کا معیار بلند کیا جائے۔ اور یہ کام جیسا کہ فاضل مضمون نگار نے فرمایا ہے۔ علماء اور زعماء کا ہے۔ مگر جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے۔ ہمارے ہاں کے علماء اور زعماء سیاست کے چکر میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اگر ہمارے علماء زعماء عوام کی تعلیم و تربیت کو اپنا مطمح نظر بنا لیں تو یقیناً چند روز کی محنت سے اس کا نتیجہ اچھا نکل سکتا ہے۔

حکومتیں تو صرف قانون ہی بناتیں اور ان کے نفاذ کے لئے بندوبست کرتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قانون کے ڈر سے کسی قدر جرائم رک جاتے ہیں۔ مگر حکومتیں کوئی ایسا قانون نہیں بنا سکتیں خواہ وہ کتنی ہی دینی حکومتیں کہلائیں۔ کہ جس میں اخلاقی طور پر افلاس زدہ لوگ رخنے نہیں نکال سکتے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جتنا کوئی قانون سخت ہوتا ہے اتنا ہی اس کے استعمال میں سخت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے ایسے قانون میں گنجائشیں نکالنا آسان ہوتا ہے۔ اور جج کے سامنے ذرا سا شک پیدا کرنے سے عموماً مجرم سزا سے بچ جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات بے گناہ لوگ دشمنوں کی سازباز کی وجہ سے سزا پا جاتے ہیں۔ کیونکہ ایک جج تو ان شہادت کے مطابق ہی فیصلہ کر سکتا ہے۔ جو اس کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ وہ اس سے باہر نہیں جا سکتا۔

اسلامی شریعت کا قانون ہمارے نزدیک مقدس قانون ہے۔ مگر ہمارے اکثر گزشتہ بڑے بڑے فقہا نے جہاں اسلامی قانون کی اپنے اپنے نقطۂ نظر سے ترتیب و تدوین کی ہے۔ اور اپنی پوری کوشش کے ساتھ اس کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال کے مطابق بنانا چاہا ہے۔ اور ان کی یہ سعی واقعی قابل تحسین و صد آفرین ہے۔ مگر انہی فقہا میں سے اکثر نے "باب الحیل" کی ایجاد بھی کی ہے۔ جو ہماری اکثر فقہ کی کتب میں ملتا ہے۔ اور اس میں ہمارے علماء نے ایسی موشگافیاں کی ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اس ضمن میں درباری علماء کے کارنامے تو ایسے ہیں کہ جن کو دیکھ کر بعض دفعہ ہمارا سر ندامت جھک جاتا ہے۔ وہ بار ایک دریا یک پگڈنڈی پر دور دور چلتے چلے جاتے ہیں۔ اور صراط مستقیم سے اتنے بھٹک جاتے ہیں کہ اسلامی تعلیمات کا چہرہ ہی اوجھل ہو جاتا ہے۔ اور چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھا جاتا ہے۔ روشنی کی ایک کرن بھی باقی نہیں رہ جاتی۔ یہاں تک کہ قرآن کریم کی روشن ترین آیات کو بھی منسوخ قرار دے دیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی موشگافیوں کی وجہ سے جس سطح پر ہوتے ہیں۔ قرآن کریم کی یہ آیات بینات اس کی نفی کرتی ہیں۔

الغرض قانون خواہ کتنا بھی سخت ہو حقیقی فائدہ اس سے جب ہی ہو سکتا ہے کہ عوام کی ذہنیت بلند ہو۔ ان کا کردار اخلاقی افلاس سے مبرا ہو صرف علماء اور زعما ہی کر سکتے ہیں مگر ایسے علماء اور زعماء کا حاصل کرنا بھی تو ایک کار دارد کا معاملہ ہے؟ کیا فاضل مضمون نگار نے اس امر کی طرف بھی توجہ دی ہے؟ مگر . . . .

ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ اسلام میں علماء اور زعما کوئی فرقے نہیں ہیں۔ اور یہ بھی ضروری نہیں ہے۔ کہ جس شخص کو حدیث و فقہ کی کتب حفظ ہوں وہی عالم ہوتا ہے۔ کوئی بھی لکھا پڑھا انسان جو اسلام کے اخلاقی ضابطہ کی پابندی کرتا ہے یہ کام کر سکتا ہے۔ ہمیں قومی اخلاق کی تعلیم و تربیت کا کام محض بڑے بڑے اسلامی مکتب کے سند یافتوں اور منتہیوں تک محدود نہیں رکھنا چاہیئے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب تک ہم قومی اخلاق کی تعلیم و تربیت کا کام ان تک محدود سمجھیں گے۔ ہم اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ ہمیں تمام اسلامی دنیا میں اگرچہ ایک مختلف انداز میں اس قسم کے انقلاب کی ضرورت ہے۔ جو ازمنہ وسطیٰ کی مسیحی دنیا میں لوتھر اور اس کے ساتھیوں نے شروع کیا تھا

ہم میں ایسے مخیر نیک دل لوگوں کو جن کا اپنا اخلاق بلند ہے قومی اخلاق کا معیار بلند کرنے کے لئے آگے آنا چاہیئے۔ جو ہمارے عوام کو فقہی گتھیوں میں الجھانے کی بجائے تعلیم اور نمونے سے ان کی تربیت کر سکیں۔ اور جو رسمی علماء اور زعما کی فرقہ بندیوں سے بھی بالا ہوں۔ موجودہ حالات میں ایسے ہی لوگ اصلاح کر سکتے ہیں۔ ورنہ اگر یہ کام

(باقی دیکھیں ص ۳ پر)

عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کی فتح عظیم

حضرت بانئ سلسلۂ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق

امریکہ کے مشہور دشمن اسلام مسٹر ڈوئی کا انتہائی عروج کے بعد عبرتناک زوال

از مکرم چودھری خلیل احمد صاحب ناصر ایم۔ اے مبلغ اسلام مقیم امریکہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

اس پیشگوئی کی واضح شان میں ان حوالوں کے بعد کسی شک کی گنجائش نہ رہ جاتی ہے۔ مذکورۃ الصدر ہر دو اخبار صاف طور پر یہ ذکر کرتے ہیں۔ کہ یہ مقابلہ دعا اس لئے تھا۔ کہ ہر دو خداتعالےٰ کے مامور ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔ اور کہ مقابلہ اس بات کا تھا۔ کہ ان میں سے کون پہلے موت کا شکار ہوتا ہے۔ اخبار بوسٹن ہیرلڈ یہ بھی ذکر کرتا ہے۔ کہ ڈوئی کی عمر اس کے مرنے کے وقت ۵۹ سال تھی جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۷۵ سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے۔ اگر ڈوئی ایک عام صحت کا مالک شخص بھی ہوتا۔ تو تب بھی یہ پیشگوئی اپنی پوری تجلی کے ساتھ پوری ہو جاتی۔ مگر لطف یہ کہ جبکہ ڈوئی کی بھرپور صحت کا نہ صرف مختلف رسائل بار بار ذکر کرتے تھے۔ بلکہ عین پیشگوئی کے اعلان کے ایام میں اس نے خود بھی لیوز آف ہیلنگ میں ۲۰ دسمبر ۱۹۰۲ء کو لکھا:۔

"میں ایک نہ تھکنے والے دماغ کا مالک ہوں۔ اور میرا جسم ایک صحت مند جسم ہے۔ مجھے یقین ہے کہ دنیا میں ایسے اشخاص کم ہی ہوں گے جو میرے ہم عمر ہوں۔ اور میری طرح کا کام کرتے ہوں۔ اور پھر اتنے قوی بھی ہوں۔ جتنا کہ میں۔"

الٰہی تقدیر نے جس طرح سے ڈوئی کے منہ سے نہایت موزوں وقت میں یہ الفاظ نکلوائے۔ ان کا خیال نہایت ایمان افزا ہے۔ مگر چار سال کے مختصر عرصہ میں ہی یہ جسم مفلوج اور یہ دماغ مخبوط کر دیا گیا۔ یہ کیوں؟ اس کی تفصیل ایک اور امریکی اخبار دی ٹرتھ سیکر (The Truth Seeker) پندرہ جون ۱۹۰۳ء کے ایک ایڈیٹوریل میں ملاحظہ کیجیے:۔ اس اخبار نے "مرسلین کی جنگ" کے عنوان سے لکھا:۔

"ڈوئی (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مفتریوں کا بادشاہ سمجھتا تھا۔ اس نے نہ صرف پیشگوئی کی۔ کہ اسلام مسیحوں کے ذریعہ سے تباہ کر دیا جائیگا۔ بلکہ وہ ہر روز یہ دعا بھی کیا کرتا تھا۔ کہ ہلال (اسلامی نشان) جلد از جلد نابود ہو جائے۔ جب اسکی خبر ہندوستانی مسیح کو پہنچی۔ تو اس نے اس "ایلیاہ ثانی" کو للکارا کہ وہ مقابلے کو نکلے۔ اور دعا کریں۔ کہ جو ہم میں سے جھوٹا ہو۔ وہ سچے کی زندگی میں مر جائے۔" قادیانی صاحب نے پیشگوئی کی۔ کہ اگر ڈوئی نے اس چیلنج کو قبول کر لیا۔ تو وہ میری آنکھوں کے سامنے بڑے دکھ اور ذلت کے ساتھ اس دنیا سے کوچ کر جائیگا۔ اور اگر اس نے اس چیلنج کو قبول نہ کیا۔ تو تب اس کا اختتام صرف کچھ توقف اختیار کر جائیگا۔ موت اس کو پھر بھی جلد پا لے گی۔ اور اس کے صیحون پر بھی تباہی آ جائیگی۔ یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی۔ کہ صیحون تباہ ہو جائے۔ اور ڈوئی (حضرت) احمد (علیہ السلام) کی زندگی میں مر جائے۔ "مسیح موعود" کے لئے یہ ایک خطرے کا قدم تھا۔ کہ وہ لمبی زندگی کے امتحان میں اس "ایلیاہ ثانی" کو بلائیں۔ کیونکہ چیلنج کرنے والا ہر دو میں سے کم و بیش ۱۵ سال زیادہ عمر رسیدہ تھا۔ اور ایک ایسے ملک میں جو پلیگ اور مذہبی دیوانوں کا گھر ہو۔ حالانکہ اس کے مخالف تھے۔ مگر آخر کار وہ جیت گیا۔"

ایسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا خداتعالےٰ نے اس شاندار پیشگوئی میں ہر پہلو سے اتمام حجت فرما دی۔ پیشگوئی کے اعلان کے وقت اسکی مشرق و مغرب میں اشاعت۔ پھر اس امر کا ذکر کہ بظاہر حالات الہامی ڈوئی کے بچ نکلنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلد فوت ہو جانے کے امکانات بہت زیادہ ہیں۔ پھر ڈوئی کی اپنی تعلّی اور اخبارات و رسائل کی تصدیق کہ وہ ایک بھرپور صحت کا مالک انسان ہے۔ پھر پیشگوئی کے پورا ہو جانے پر اخبارات کی طرف سے اس کا اقرار الغرض۔ الفضل ما شھدت بہ الاعداء۔

اس موقعہ پر صرف ایک شبہ رہ جاتا ہے۔ اور یہ وہ اعتراض ہے۔ جو بعض دوسری پیشگوئیوں میں مخالفین نے اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ وہ یہ کہ کیا فریق مخالف کو بھی اس اس طریق فیصلہ پر اتفاق تھا؟

لطف کی بات یہ ہے کہ اس پیشگوئی میں یہ امر بھی کسی تفصیل و تشریح کا محتاج نہیں رہا۔ مسٹر ڈوئی نے نہ صرف اس طریق فیصلہ کو پسند کیا۔ بلکہ ایک مرحلہ پر یہ تعلّی بھی کی۔ کہ وہ ایک اور فریق کے ساتھ اس طریق سے اپنی صداقت ثابت کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ شکاگو کے اکثر اخبارات سے ڈوئی سر وقت الجھا رہتا تھا۔ چنانچہ لیوز آف ہیلنگ میں ۲ جون ۱۹۰۳ء کو اس نے لکھا:۔

"۱۸۹۴ء اور ۱۸۹۵ء میں جو ایڈیٹر صیحون کے خلاف نبرد آزما تھے۔ آج ان میں سے ایک بھی ادارتی کرسی پر موجود نہیں ہے۔ وہ سب کے سب مر چکے ہیں۔ اور جہنم واصل ہو چکے ہیں۔ جب وہ زندہ تھے تو درحقیقت وہ مردہ ہی تھے۔ وہ بدلوگ تھے۔ اور میں نے کہا تھا۔ کہ اگر وہ توبہ نہ کریں گے۔ تو وہ مر جائیں گے۔ آج کل کے ایڈیٹر بھی ان کے برے راستے پر ہی چل رہے ہیں۔ اور ان کا انجام بھی ویسا ہی خراب ہوگا۔

اے احمقو! یہ ممکن نہیں کہ تم ایک تیز ہتھیار سے کھیلو اور کاٹے نہ جاؤ۔ یہ ممکن نہیں کہ تم ابدی چٹان کا مقابلہ کرو۔ اور زک نہ اٹھاؤ۔ خدا کی چکی کے پیسے دینے والے پتھروں پر تم ٹھٹھا نہیں کر سکتے اگر تم ان پتھروں کے نیچے سے نہ ہٹ جاؤ گے تو تم پاؤڈر کی طرح پیس دیئے جاؤ گے۔"

یہ ایڈیٹر کیا واقعی اپنی موت مر گئے یا نہیں۔ اس کا جواب تو خود لیوز آف ہیلنگ کے بعد کے اوراق دیتے ہیں۔ کیونکہ ان ایڈیٹروں کی طرف سے ڈوئی کی مخالفت جاری بھی رہی۔ اور یہ خود ان کے رویے کا شاکی بھی رہا۔ حتیٰ کہ نیویارک کا تاریخی سفر بھی اس خیال کے ماتحت تجویز کیا گیا۔ کہ اس طور پر اخباری معاندین کو جواب دیا جا سکے۔ مگر یہ امر قابل غور ہے۔ کہ اس تحریر سے مسٹر ڈوئی نے مقابلہ کے اس طریق کی صداقت پر اپنی طرف سے خود مہر تصدیق ثبت کر دی۔ اور گویا اس طرح سے اپنی ہلاکت سے اپنا کذب ثابت کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہو گیا۔

یہ بھی نہیں۔ کہ ڈوئی پیشگوئی کے وجود سے منکر ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ ڈوئی نے خود بھی اپنے ایلیائی دعویٰ کے ساتھ بعض پیشگوئیاں کیں۔ مثلاً ۱۹ جنوری ۱۹۰۱ء کے لیوز آف ہیلنگ میں یہ ذکر کرتے ہوئے کہ "محمڈن ازم" ایک بڑی طاقت ہے۔ اور اس کا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔ اس نے مستقبل میں وقوع ہونے والے حوادث کا پیشگوئی کے طور پر ذکر کیا۔ ڈوئی نے لکھا:۔

"قبل اس کے کہ بہت سے سال گذریں ہم یہ دیکھ لیں گے۔ کہ روس اور فرانس ایک طرف ہوں گے۔ اور انگلستان اور جاپان اور امریکہ اور جرمنی اور یورپ کی دوسری پروٹسٹنٹ طاقتیں دوسری طرف۔"

ڈوئی کی اس قسم کے اتحاد کو دیکھنے کی حسرت تو شرمندۂ تعبیر ہی رہی۔ اس کی زندگی کے بعد بھی یہ مزعومہ پیشگوئی پوری نہ ہو سکی۔ اس کے مرنے کے بعد دو بڑی عالمگیر جنگیں ہوئیں۔ اور اب ایک تیسری جنگ کے خوفناک بادل افق میں منڈلاتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں۔ مگر جس اتحاد کا ڈوئی نے خواب دیکھا تھا۔ اس کے پورا ہونے کی نہ صورت ہوئی۔ نہ ہوتی نظر آتی ہے۔ گویا اس طرح سے بھی اس کا مفتری علی اللہ ہونا ظاہر ہو گیا۔ جو اس نے کہا وہ باطل ثابت ہوا۔ اور ہو رہا ہے۔ اور جو مرسل صادق حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اس کی صداقت ہر روز ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہو رہی ہے۔ الغرض یہ تھا مسٹر ڈوئی کا انجام۔ اسکی حیرت انگیز اور سرعت انگیز ترقی اور پھر اس کے عبرتناک اور درد انگیز انجام کا خلاصہ غالباً امریکہ کی مشہور کتاب ڈکشنری آف امریکن بائیوگرافی Dictionary of American Biography کے الفاظ میں بہت موزوں ہوگا۔ اس کتاب کی جلد ۵ میں ڈوئی کے حالات زندگی قلمبند کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"اس کے چرچ نے ابتداء سے ہی ترقی کی طرف قدم رکھا۔ اس کی تقاریر جو کہ امریکن بازاری زبان سے مرصع۔ سخت کلامی سے بھری ہوئی۔ اور سنسنی خیز ہوتی تھیں۔ جلد ہی بے علم حاضرین کے جذبات کو ابھار دیتی تھیں۔ اور ان کے دماغ ڈوئی کے جادو کر دینے والے انداز بیان سے مسحور ہو جاتے تھے۔ اسکی کشادہ پیشانی۔ بڑی بڑی آنکھیں اور باوجاہت داڑھی بھی اسکی ظاہری شباہت کو زیادہ پُر اثر بنا دیتی تھی۔

مگر ۱۹۰۳ء کی خزاں میں (یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آخر اگست ۱۹۰۳ء میں ہی پیشگوئی فرمائی تھی) ڈوئی کو پہلا دھکا لگا۔ اس ارادے کے ساتھ کہ وہ نیویارک کو اپنے چرچ میں شامل کر لیگا۔ ڈوئی اپنے تین ہزار پیرووں سمیت دس اسپیشل ٹرینوں پر اس شہر میں پہنچ گیا۔ اور اس شہر پر (تبلیغی) ہلہ بول دیا۔ اور اکتوبر کے آخر اور نومبر کے شروع میں وہاں پر متواتر جلسے کئے۔ مگر اس کا کوئی مستقل نتیجہ نہ نکلا۔ نیویارک کے لوگ پہلے تو کچھ محظوظ ہوئے۔ پھر متنفر ہوئے اور آخر کار کلیتہً بیزار ...... ڈوئی کا اس سفر پر تین لاکھ ڈالر خرچ اٹھا۔ اور اس کے خلاف شہر صیحون میں (با غیبانہ) سرگوشیاں بھی ہوئیں۔ مگر ڈوئی نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی۔ بلکہ اپنے ایک درجن افسروں کے ساتھ دنیا کے گرد سفر پر روانہ ہو گیا۔ واپسی پر اس نے دیکھا۔ کہ وہ ایک خطرناک مالی بحران سے دوچار ہے۔ اس لئے اس نے ہر صیحونی کو حکم دیا۔ کہ وہ یا تو صیحون کے بنک میں رقم جمع کرائے۔ یا زائن سٹی سے خارج کئے جانے کے لئے تیار رہے۔ اس دھمکی کے نتیجے میں جو رقم جمع ہوئی۔ اس کے بل پر ڈوئی میکسیکو کے سفر پر اس امر کی ناکام کوشش کے لئے نکلا۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

عزیز سلیم الدین احمد مرحوم

(از مکرم شیخ عبدالحق صاحب)

عزیز سلیم الدین احمد کی وفات کا حادثہ مورخہ ۱۱ رمئی ۱۹۵۳ء بروز سوموار ڈرگ روڈ کے قریب ہوا۔ جبکہ عزیز ایک جیٹ طیارے کو لے کر اپنے تین اور ساتھیوں کے ساتھ روزانہ مشق کے لئے پرواز کو گیا اور آدھ گھنٹہ فلائینگ کے بعد واپسی پر عزیز نے کنٹرول والوں کو بذریعہ وائرلیس اطلاع دی کہ میرے جہاز کی پچھلی ٹینکی سے پٹرول نہیں رہا۔ اس کے بعد باوجود کنٹرول والوں کے دریافت کے کوئی جواب نہ ملا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آناً فاناً ہی طیارہ . . . آگ لگنے سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ اور عزیز بھی آن واحد میں جاں بحق ہو کر اپنے جان آفرین کے پاس پہنچ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم اپنے والدین کا پلوٹھا بیٹا تھا۔ یہ دو بھائی توام پیدا ہوئے تھے۔ دوسرا چھوٹی عمر میں فوت ہوگیا۔ اس کی پیدائش ۵ رفروری ۱۹۲۷ء کو بروز ہفتہ کراچی میں ہوئی تھی۔ اور حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا نام سلیم الدین احمد تجویز فرمایا۔ جب عمر پانچ سال کے قریب ہوئی۔ تو ۲۹ راپریل ۱۹۳۲ء بروز جمعہ بعد از نماز عصر حضرت اقدس نے مسجد مبارک میں کمال مہربانی اور شفقت سے اسکو بسم اللہ خود پڑھائی اور دعا کی۔

مرحوم نے ابتدائی تعلیم تیسری جماعت تک صوبہ سندھ میں حاصل کی ان کے والد عزیز شیخ رفیع الدین احمد ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ اس وقت اس صوبہ میں ملازم تھے۔ ۱۹۳۷ء کے آخر میں ان کے والد نے محلہ دارالعلوم قادیان میں اپنا مکان تعمیر کرایا۔ اور بچوں کو تعلیم کے لئے بمعہ اہلیہ صاحبہ وہاں بھیج دیا۔ اس وقت سے چوتھی جماعت میں داخل ہو کر آخری میٹرک کا امتحان ۱۹۴۴ء میں فرسٹ ڈویژن میں اعلیٰ نمبروں پر پاس کیا۔ اور حضور کی منشاء کے مطابق۔ تعلیم الاسلام کالج قادیان میں۔ ایف۔ ایس۔ سی۔ کلاس میں داخل ہوا۔ اس سال ۱۰ رجون ۱۹۴۴ء میں وصیت کردی۔

عزیز واقعی اسم بامسمیٰ تھا۔ نیک سیرت پاک خو۔ خوش خلق۔ ملنسار، مہمان نواز اور پرہیزگاری میں ایک نمونہ تھا۔ قریباً ساری نمازیں مسجد میں جاکر باجماعت ادا کیا کرتا تھا۔ بالخصوص صبح کی نماز روزانہ مسجد مبارک میں ادا کرنے کا عادی تھا۔ اور وہاں سے فارغ ہو کر مقبرہ بہشتی جاتا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور دیگر بزرگان سلسلہ۔ اور اپنی دادی اماں۔ کے مزاروں پر دعائیں کرتا اور پھر گھر واپس آتا۔ قرآن شریف کی تلاوت بڑے ذوق و شوق سے کیا کرتا تھا۔

قرآن شریف سے اس کی بہت محبت تھی۔ کسی دوست کو تحفہ دینا ہوتا۔ تو وہ بھی قرآن شریف ہی پیش کرتا۔ اس کے کئی دوست ہیں جنہوں نے۔ اس کی وفات کے بعد بتایا کہ مرحوم نے ہمیں قرآن شریف بطور تحفہ دیا۔

اپنے ماں باپ کا فرماں بردار تھا۔ ان کی خوشنودی حاصل کرنے کا ہر وقت خیال رکھتا تھا۔ بہن بھائیوں اور باقی رشتہ داروں سے نہایت خندہ پیشانی سے پیش آتا۔ اور سب کی خوشی اور غم میں شریک ہونا۔ عین فرض سمجھتا تھا۔ اس چھوٹی سی عمر میں اپنے ہم عمروں اور بڑائیوں میں ایک خاص عزت حاصل کر چکا تھا۔

سلسلہ کے کاموں میں خاص طور پر دلچسپی لیتا تھا۔ مفوضہ ڈیوٹی کو نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے فرض منصبی اور کار خیر سمجھ کر ادا کرتا۔ دینی کاموں میں اپنے دوستوں کو شامل کرنے کے لئے پوری کوشش کرتا۔ خدام کی میٹنگوں اور عملی کاموں میں سوائے اشد مجبوری کے کبھی غیر حاضر نہ ہوتا۔ ہر مجلس عرفان میں پہنچتا اور نہایت توجہ اور غور سے سنتا اور مستفید ہوتا۔ فسادات کے موقعہ پر عزیز نے باقی دوستوں کے ساتھ پوری پوری مستعدی سے اہم خدمات انجام دیں وہ نہایت بہادر تھا۔ ان پر خطرات دنوں میں بعض ضروری کاموں کی سر انجام دہی کے لئے۔ حسب ارشاد افسران متعلقہ کئی دفعہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ شدید خطرات میں سے گذرا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیابی حاصل کرتا رہا۔

تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ اس کے ایک احمدی دوست نے۔ جو ایف سی کالج لاہور میں اس کا کلاس فیلو تھا۔ بتایا کہ وہاں امریکن اور انگریز پروفیسروں کو خصوصاً۔ اور طلباء کو عموماً تبلیغ کرتے رہتے تھے اور ان کے سامنے اسلام کی خوبیوں کو بہت اچھے اور موزوں انداز میں بیان کرتے۔ اور اسلام اور عیسائیت کا نہایت معقول اور مدلل پیرایہ سے مقابلہ کرتے۔ اور اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے ثبوت میں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کے وجود باجود کو پیش کرتے۔ اور آپؑ کی پیشگوئیوں سے آپؑ کے تعلق باللہ کی وضاحت کرتے۔ اور حضور کی قوت قدسی کے اثرات جو جماعت میں ظاہر ہوئے جن کی وجہ سے خدمت اسلام میں جماعت نے نمایاں کام کئے۔ اور . . . . . اپنے تبلیغی مشن قائم کرکے خدمت اسلام کا جھنڈا گاڑا اس کو بیان کرکے اسلام کی سچائی عزت اور شرف کو ان کے ذہنوں میں بٹھانے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔

ایف۔ سی۔ کالج میں عزیز کو فلائینگ کا شوق ہوا۔ وہ عموماً ہوائی جہازوں کی معلومات میں مصروف رہنے لگے۔ عزیز کی اس بڑھتی ہوئی رغبت اور شوق کو دیکھ کر اس کے والدین نے عزیز کو کہا کہ یہ لائن ہمیں پسند نہیں۔ لیکن عزیز یہ کہہ کر ان کی تسلی کرتے۔ کہ زندگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جو قوم ان خطرات کو دیکھتی ہے۔ وہ ترقی نہیں کر سکتی۔ ہم نے دین اور ملک اور قوم کی خدمت کرنی ہے۔ ہم کو ایسے خیال دل سے نکال دینے چاہئیں۔ کیا اگر میں ایئر فورس میں نہ جاؤں۔ تو پھر میں نے مرنا نہیں۔ موت تو لازمی چیز ہے۔ وہ کسی کے روکنے سے تو رک نہیں سکتی۔ اس کا خطرہ ہر جگہ ہے۔ اسی شوق کے غلبہ میں عزیز فروری ۱۹۵۰ء میں۔ تعلیم چھوڑ کر ایئر وکلب کراچی میں داخل ہوگئے۔ فلائینگ شوق سے سیکھی اور آخری سال میں۔ اپنی قابلیت کی وجہ سے۔ آر۔ پی۔ اے۔ ایف۔ ریزرو فورس میں کیڈٹ چنے گئے۔ اور ٹریننگ کے لئے رسالپور بھیجے گئے جہاں جنوری ۱۹۵۱ء کو داخل ہوئے نہایت محنت اور شوق سے کام سیکھا اور آخری امتحان میں اعلیٰ نمبروں پر پاس ہوئے اور دسمبر ۱۹۵۱ء کو کمشن حاصل کیا۔ پھر ماڑی پور میں فائٹرس کورس کی ٹریننگ کے لئے پوسٹ ہوئے۔ اور یکم جنوری ۱۹۵۲ء سے شروع کرکے تین ماہ میں ٹریننگ ختم کرلی اعلیٰ نمبر لے کر پاس ہوئے۔ خصوصاً فلائینگ میں سب سے اچھے رہے اور اعلیٰ درجہ کے پائلٹ شمار کئے گئے۔ اور جیٹ سکواڈرن میں ٹریننگ کے لئے۔ منتخب کئے گئے۔ اور ڈرگ روڈ بھیجے گئے۔ یکم اپریل ۱۹۵۲ء سے جیٹ طیارہ کو بہت اعلیٰ طریق پر چلاتے رہے اور ریگولر کمشنڈ آفیسر ہوگئے۔ ۱۱ رمئی ۱۹۵۳ء تک یہ جہاز خوب چلایا۔ ۱۱ رمئی ۱۹۵۳ء بروز سوموار عزیز کو المناک حادثہ پیش آیا۔ اور اسی دن ڈرگ روڈ میں عزیز کا جنازہ مولوی عبدالمالک صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جماعت احمدیہ کراچی کے افراد کے ساتھ پڑھا۔ اور فوجی اعزاز کے ساتھ عزیز کو ایک صندوق میں امانتاً سپرد خاک کیا گیا ۱۱ ستمبر ۱۹۵۳ء کو عزیز کا تابوت ڈرگ روڈ کے قبرستان سے نکال کر بذریعہ طیارہ سرگودھا پہنچایا گیا۔ اور وہاں سے سرکاری فوجی ٹرک میں رکھ کر ربوہ لے جایا گیا۔ بعد نماز جمعہ حضرت اقدس کی اجازت سے عزیز کو مقبرہ موصیاں میں سپرد خاک کیا گیا۔

مرحوم کا یہ معمول تھا۔ کہ جب جہاز پر سوار ہوتے۔ تو دعا کرکے چلتے۔ اور جب واپس آتے تو دو نفل شکرانہ ادا کرتے۔ ہر وقت باوضو رہتے۔ اور روزانہ رات کو سونے سے پہلے وضو کرکے اور اپنے بالوں میں کنگھی کرکے سوتے۔ عزیز نے ابتدائی جوانی میں ہی اپنے آپ کو دیندار۔ تقویٰ شعار۔ ہر دلعزیز۔ ملنسار بنا لیا تھا۔ وہ احمدیت کا بہت ہی خوبصورت نونہال پودہ تھا۔

احباب مرحوم کے لئے دعا فرمائیں۔ مولا کریم اس کو جنت میں بہت بلند درجات عطا فرمائے۔ اور ہم سب کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

مسٹر ڈوئی کا عبرت ناک انجام (بقیہ)

کر دنیا پر صیہون کے بہشتی فارم قائم کئے جائیں۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء کو اس کو فالج کا خطرناک حملہ ہوا۔ پھر اس کو جمیکا لے جایا گیا۔ جونہی کہ یہ سفاک لیڈر مفلوج ہوا اس کے غلام بغاوت پر اکھڑ کھڑے ہوئے۔ ڈوئی کے سب سے زیادہ معتمد علیہ دوست ولبر گلین والوا (Villbor Glen Voliva) جس کو اس نے تمام اختیارات دے رکھے تھے۔ اس نے خود اس تحریک کی رہنمائی کی جس کے نتیجے میں اس امر کے نافذ سے ۲ راپریل ۱۹۰۶ء کو زائن سٹی کی تمام جائیداد نکل گئی۔ اور چرچ میں اسکی رکنیت بھی معطل کردی گئی۔ کیونکہ وہ دوسروں کو تعدد ازدواج کی تعلیم دیتا تھا۔ اور اس کے خلاف دوسرے خطرناک الزامات بھی تھے۔ ڈوئی فوراً شکاگو کو واپس ہوا۔ مگر اب اسکی صحت بالکل تباہ ہو چکی تھی۔ اس لئے وہ اس بغاوت کے خلاف کچھ بھی نہ کرسکا۔ مگر بہرکیف اس نے مقابلہ جاری رکھا۔ تاوقتیکہ ایک سال سے بھی کم مدت میں موت نے اسے آلیا۔"

ڈوئی کے عروج و زوال کا یہ ایک عمدہ خلاصہ ہے۔ جو امریکن ریفرنس لٹریچر کی ایک مستند کتاب میں دیا گیا ہے۔ پانچ سال کے مختصر عرصہ میں ایک شخص کا اتنا حیرت خیز عروج اور پھر اس کے بعد نہایت غیر معمولی اور غیر متوقع حالات میں اس قدر عبرتناک انجام! یہ بجز خدائی تقدیر اور خاص الٰہی مشیت کے ممکن نہ تھا۔ یہ ایک نشان تھا نہایت واضح اور نہایت مہیب۔ جو بہمہ وجوہ کمال تابناکی کے ساتھ پورا ہوا۔ تا مغربی دنیا کے لئے بالخصوص اور تمام طلبگاران صداقت کے لئے بالعموم ہمیشہ ہی ہدایت اور روشنی کا موجب ہو۔

عزیزہ ناصرہ خاتون کی وفات پر دوستوں کی ہمدردی کا شکریہ

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے ۔ کہ میری لڑکی ناصرہ خاتون اہلیہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مولوی فاضل وناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان بریلی میں ۹ر ستمبر کو وفات پا گئی ہے ۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ——— اپریشن کے ذریعہ مردہ بچہ کی پیدائش ہوئی تھی ۔ اس وقت میری بچی کی حالت بالکل ٹھیک ۔ اور ہر طرح اطمینان بخش تھی ۔ لیکن اس کا کمزور دل اس صدمہ کو برداشت نہ کر سکا اور وہ اچانک فوت ہو گئی ۔

میری بچی کی وفات پر دوستوں نے بہت ہمدردی کا اظہار کیا ہے ۔ اور تعزیت اور اظہار افسوس کی تاریں اور خطوط ہندوستان اور پاکستان سے لکھے ہیں ۔ میں انفرادی طور پر ہر ایک کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں ۔ لہذا بذریعہ اخبار ان تمام دوستوں کا اور خصوصاً درویشان قادیان کا جو میرے اور میرے خاندان کے ساتھ مساوی طور پر شریک غم ہوئے ہیں ۔ اور ہر طرح کی ہمدردی کی ہے میں ان سب کا اپنی اور اپنے خاندان کے جملہ افراد کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ اور دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کو اس نیکی کی جزا اسے خیر دے آمین ۔

(خاکسار طالب دعا محزون قریشی محمد یونس سیکرٹری مال انجمن احمدیہ محلہ شاہدرہ بریلی)

جنازہ غیب پڑھنے کی درخواست!

مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان کی اہلیہ محترمہ کے جنازہ میں بہت کم دوست شریک ہو سکے ہیں ۔ احباب ان کا جنازہ غیب پڑھیں ۔ اور بلندئی درجات کے لئے دعا فرمائیں ۔

جامعہ نصرت میں داخلہ

جامعہ نصرت میں فرسٹ ایر اور تھرڈ ایر میں داخلہ لیٹ فیس کے ساتھ دس اکتوبر تک جاری رہیگا ۔ کالج میں اعلیٰ دینی تعلیم کے علاوہ قریباً تمام مضامین کا انتظام ہے ۔ پہلے سال ہی کالج کا ایف ۔ اے کا نتیجہ ۸۵٪ رہا ہے ۔ جو دوسرے کالجوں کی نسبت بہت شاندار ہے ۔ احباب جماعت کو چاہیئے ۔ کہ اپنی لڑکیوں کو جامعہ نصرت میں تعلیم دلوائیں تاکہ وہ مروجہ تعلیم کے علاوہ اعلیٰ دینی تعلیم بھی حاصل کر سکیں ۔

کالج کے ساتھ ہوسٹل کا بھی انتظام ہے ۔ پراسپیکٹس پرنسپل جامعہ نصرت کو لکھ کر منگوائے جا سکتے ہیں ۔ (ڈائرکٹرس جامعہ نصرت)

افسوسناک حادثہ

"حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے"

برادر عزیز چوہدری عطاء الٰہی صاحب ابن جناب ماسٹر فضل الٰہی صاحب کارکن بیت المال ۲۴ر ستمبر ۱۹۵۳ء کو ۱½ بجے دوپہر اپنے دو خورد سال برادران نسبتی جن میں ایک کی عمر ۱۳ سال اور دوسرے کی ۱۱ سال ہے کے ہمراہ دریائے چناب پر غسل کرنے کے ارادہ سے گئے ۔ دوران غسل قضاء نے ایسا گھیرا کہ باوجود اچھا تیراک ہونے کے موت کے زبردست پنجہ سے نجات نہ حاصل کر سکا اور اس کے ڈوبنے کے ½۲ گھنٹہ بعد لاش برآمد کی گئی جو ڈاکٹر صاحب اور پولیس کی محکمانہ کاروائی کے بعد ۵ بجے شام برائے تدفین متعلقین کے سپرد کی گئی ۔ غسل دینے کے بعد مرحوم کی نماز جنازہ تین چار سو کے مجمع نے ادا کی اور ایک محزون و غمزدہ انبوہ نے اسے سپرد خاک کر دیا ۔

عزیزم مرحوم ملٹری اکاؤنٹس پاکستان نیوی میں گذشتہ نو سال سے ملازم تھا ۔ اس کے بعض رفقاء سے معلوم ہوا ہے کہ وہ ایک فرض شناس حساس اور مستعد کارکن تھا ۔ طبیعت بیحد نیک سادہ اور محبت پانی تھی ۔ حسن کارکردگی کی وجہ سے محکمانہ طور پر درخشاں مستقبل متوقع تھا ۔ مگر موت نے جوہر نہ کھلنے دیئے ۔ احمدیت سے اُسے ایک مضبوط تعلق تھا ۔ چونکہ اپنی ملازمت کے سلسلے میں اُسے اکثر بیرونی ممالک میں جانا پڑتا تھا ۔ اس لئے جب اور جہاں بھی ممکن ہوتا ۔ تبلیغ کرتے ۔ وہاں کے احمدیوں سے ملتا ۔ تاکہ سلسلہ کے حالات سے باخبر رہے ۔

اس المناک سانحہ وفات پر اراکین خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے خصوصاً ۲۲ اور دیگر احباب کی طرف سے عموماً جس ہمدردی اور دلسوزی کا سلوک کیا گیا ہے ۔ اس کے لئے ہمارے قلوب تشکر و امتنان کے جذبات سے اس درجہ پر ہیں ۔ کہ جو بیان سے بالا ہیں ۔ عزیز مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ اور ایک لڑکی بعمر ½۱ سال چھوڑی ہے ۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز مرحوم کو بلندیٔ درجات عطا فرمائے ۔ اور پس ماندگان کا اپنے فضل سے کفیل ہو ۔ جو اس کے بعد ایک حد تک بے سہارا رہ گئے ہیں ۔ اگرچہ اصل سہارا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور نیز اُن کے غمزدہ قلوب کے لئے خدا تعالیٰ اپنے فضل سے سامان تسکین بہم پہنچائے کہ زخمی دلوں کو تسکین دینے والا اور صبر جمیل بخشنے والا خدا ہی قدوس ہی ہے ۔ آمین ثم آمین

(غمزدہ ۔ جلال الدین اختر ربوہ)

ربوہ میں مزید رہائشی قطعات

قیمتوں میں تخفیف

(۱) احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے ۔ کہ ربوہ کے مختلف محلوں میں باموقع رہائشی قطعات نکلے ہیں ۔ ہر محلہ میں موقع کے لحاظ سے الگ الگ نرخ مقرر کیا گیا ہے ۔ لیکن پہلے کی نسبت قیمتوں میں معتد بہ کمی کردی گئی ہے ۔ خواہشمند احباب بذریعہ خط وکتابت تفصیلات معلوم فرمائیں یا خود تشریف لاکر موقعہ محل دیکھ کر جگہ پسند فرمالیں ۔ قیمت یکمشت وصول کی جائے گی ۔

(۲) جن دوستوں نے ان قطعات کی امید میں پیشگی رقوم پہلے نرخ پر جمع کرائی تھیں ان کو اختیار ہے کہ چاہیں تو ادا کردہ رقم کے لحاظ سے حساب کر کے مزید زمین لے لیں ۔ اور چاہیں تو زائد رقم واپس لے لیں ۔

(۳) جو دوست باہر کے محلوں سے اندر کے محلوں میں اپنی زمین تبدیل کرانا چاہیں ۔ وہ بھی اپنی ادا کردہ قیمت اور نئے قطعات کی قیمت کا فرق ادا کر کے تبادلہ کروا سکتے ہیں

خاکسار سیکرٹری کمیٹی آبادی ربوہ

مال تجارت کے راس المال اور اُس کے منافع پر جو کہ دوران سال میں اس سے حاصل ہوا ہے ۔ زکوٰۃ لازم ہے ۔

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی کاروائی

چوک دال گراں کے واقعہ سے متعلق سٹی مجسٹریٹ لاہور کی شہادت

لاہور ۴ اکتوبر:۔ ہفتہ کے روز فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت نے چوک دال گراں کے واقعہ کے متعلق جن دس گواہوں کی شہادتیں قلمبند کیں اُن کے نام یہ ہیں:۔ محمد نذیر۔ محمد حنیف۔ شیخ محمد رفیق شیخ محمد شریف۔ شمس الدین۔ سراج الدین۔ صوفی وامتی۔ سید محمد اشرف۔ سید حسنات احمد سٹی مجسٹریٹ لاہور اور ملک خان بہادر سپرنٹنڈنٹ پولیس۔

سید حسنات احمد نے کہا کہ ۴ مارچ کے روز جب وہ چوک دال گراں میں پہنچے۔ تو وہاں انہوں نے پولیس کو پہلے ہی سے موجود پایا۔ علاوہ ازیں وہاں ایک بہت بڑے ہجوم کے علاوہ ۸۰ یا ۹۰ رضاکار بھی تھے جو وردی میں نہیں تھے۔ سٹی مجسٹریٹ نے بتایا کہ جب وہ (یعنی سٹی مجسٹریٹ) وہاں پہنچے تو اس وقت رضاکاروں کو دو یا تین لاریوں میں سوار کرایا جا رہا تھا۔ اور قریباً دو تین سو آدمیوں نے لاریوں کو گھیر رکھا تھا۔ مجمع نے منتشر ہونے سے انکار کر دیا۔ عین اسی وقت کوتوالی کی سمت سے دو تین ہزار افراد کا ایک اور بہت بڑا ہجوم وہاں پہنچ گیا۔ اس ہجوم سے بھی منتشر ہونے کو کہا گیا۔ لیکن اس نے بھی تعمیل کرنے سے انکار کر دیا۔

لاٹھی چارج

سید حسنات احمد نے واقعہ کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ”دونوں ہجوموں نے مل کر ایک بڑے ہجوم کی شکل اختیار کر لی۔ میں نے اس ملے جلے ہجوم سے منتشر ہونے کو کہا۔ لیکن وہ منتشر نہ ہوا۔ اس پر میں نے پولیس کو لاٹھی چارج کرنے کا حکم دیا۔ لاٹھی چارج کرنے والے سپاہیوں کی تعداد اٹھارہ یا بیس تھی۔ وقتی طور پر مجمع پیچھے ہٹ گیا۔ لیکن جلد ہی یہ مجمع اور زیادہ بڑھ گیا کیونکہ اس میں ایک اور بہت بڑا ہجوم شامل ہو گیا۔ جب لوگوں سے منتشر ہونے کو کہا گیا۔ تو انہوں نے پولیس اور ان افسران پر جو وہاں کھڑے تھے پتھراؤ شروع کر دیا۔ کچھ پتھر ملحقہ مکانوں اور مسجد سے بھی پھینکے گئے۔ اس پر اشک آور گیس کا ایک بم پھینکا گیا۔ جس سے مجمع منتشر ہو گیا۔ اور ہم رضاکاروں کو ٹرکوں میں بٹھا کر وہاں سے لے گئے۔“

ہجوم کا متشددانہ رویہ

سٹی مجسٹریٹ نے کہا کہ چوک دال گراں کے واقعہ کے بعد وہ چار پانچ مقامات پر خود موجود تھے کہ جہاں مجمع کو منتشر کیا گیا۔ تفصیلات بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔ ایک واقعہ تو ۴ مارچ کی شام کو لوہاری گیٹ پر ہوا۔ اور اسی رات کو ایک اور واقعہ پنجاب اسمبلی کی عمارت کے قریب پیش آیا۔ اسی طرح ایک واقعہ ۵ مارچ کو پولیس کوتوالی کے قریب اور ایک مال روڈ پر رونما ہوا۔

عدالت کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ ان مقامات پر ہجوم کا رویہ متشددانہ تھا۔ جب ان سے یہ بتانے کو کہا گیا کہ کسی موقعہ پر فی الواقعہ ہجوم تشدد پر اتر آیا تھا تو انہوں نے کہا کہ انہیں یہ امر تو خاص طور پر یاد ہے۔ کہ ۵ مارچ کو مال روڈ پر جو واقعہ پیش آیا۔ اس میں ہجوم پولیس پر پتھراؤ کر رہا تھا۔ اور لوگ نظم و نسق کے خلاف گندی گالیاں منہ سے نکال رہے تھے۔

فوج موجود نہ تھی

سوال:۔ ان مواقع میں سے کسی موقعہ پر کیا آپ کے ساتھ مسلح پولیس یا فوج بھی تھی؟

جواب:۔ ۴ مارچ کی رات کو میں کوتوالی پولیس سٹیشن میں تھا کہ جب مجھے لوہاری گیٹ کے تھانے سے اطلاع ملی کہ وہاں لوگ مجمع کی شکل میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اور اب وہ تھانے پر حملہ کرنے والے ہیں میں پولیس کی جمعیت ساتھ لے کر وہاں پہنچا۔ مجمع سے منتشر ہونے کو کہا گیا۔ لیکن وہ منتشر نہ ہوا۔ ہمیں لاٹھی چارج سے کام لینا پڑا۔ جس کے بعد وہ لوگ تتر بتر ہو گئے۔ ان تمام مواقع پر جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ میرے ساتھ مسلح پولیس تھی۔ فوج نہیں تھی۔

سٹی مجسٹریٹ نے کہا۔ کہ ان میں سے دو مواقع پر انہوں نے فائرنگ سے کام لیا۔ ایک تو ۴ مارچ کی رات کو لوہاری گیٹ کے باہر اور پھر ۵ مارچ کو پنجاب اسمبلی کی عمارت کے قریب۔

سوال:۔ ۴ مارچ کو آپ کس جگہ ڈیوٹی پر تھے؟

جواب:۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا حکم تھا۔ کہ میں اس روز سول لائنز کے پولیس سٹیشن پر موجود رہوں اسمبلی چیمبر کے قریب ۵ تاریخ کی رات کو ۱۱ بجے کے قریب ہجوم کو منتشر کیا گیا تھا۔

سوال:۔ کیا اس وقت تک آپ کو یہ ہدایات موصول ہو چکی تھیں کہ فائرنگ سے احتراز کیا جائے؟

جواب:۔ اس وقت نہیں۔

سوال:۔ کیا اس قسم کی ہدایت ۶ مارچ کی صبح کو موصول ہوئی تھیں؟

جواب:۔ جی ہاں۔ میں اس وقت سول لائنز پولیس اسٹیشن میں تھا کہ جب مجھے وزیر اعلیٰ کی طرف سے یہ ہدایات موصول ہوئیں۔ کہ جب تک ہجوم پولیس اسٹیشن یا افسران پر حملہ نہ کرے۔ اس وقت فائرنگ نہ کی جائے۔ یہ احکامات سائیکلو سٹائلڈ پمفلٹ کی شکل میں تھے۔

سوال:۔ کیا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے فائرنگ کے متعلق آپ کو کبھی کوئی ہدایات ملی تھیں؟

جواب:۔ ۲۶ فروری کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی صدارت میں مجسٹریٹوں کی ایک میٹنگ ہوئی تھی... [illegible]

اس وقت پر فیصلہ ہوا تھا کہ جب تک ہم مجبور نہ ہو جائیں۔ ہم طاقت استعمال نہ کریں۔ اور ایسی صورت میں بھی کم سے کم طاقت استعمال کی جائے۔

وکلاء کی جرح

جماعت اسلامی کی طرف سے چوہدری نذیر احمد خان نے جو جرح کی۔ اس کے جواب میں سید حسنات احمد نے بتایا۔ کہ ۴ مارچ کو وہ کوتوالی پولیس سٹیشن تیسرے پہر دو بجے کے قریب گئے تھے۔ بعض لوگوں نے انہیں اور سپرنٹنڈنٹ پولیس شاہ ڈی۔ ایس۔ پی کو بتایا۔ کہ شہر میں افواہ پھیلی ہوئی ہے۔ کہ چوک دال گراں میں پولیس نے گولی چلائی ہے۔ اور ایک افسر نے قرآن مجید کو ٹھوکر ماری ہے۔ اس افسر کا نام جس کے متعلق یہ فرض کر لیا گیا تھا کہ اس نے ٹھوکر ماری ہے بیان نہیں کیا گیا۔

سید حسنات احمد نے کہا۔ کہ ان کے علم میں نہیں تھا کہ ۴ مارچ کو دہلی دروازہ کے باہر تین اور چار بجے کے درمیان کوئی پبلک جلسہ منعقد ہوا تھا انہوں نے مزید کہا کہ اگر کوئی ایسا جلسہ منعقد ہوا ہوتا تو اس کے بارے میں انہیں ضرور رپورٹ موصول ہوتی۔ نیز بتایا۔ کہ انہوں نے یہ نہیں سنا کہ ایک پبلک جلسے میں کسی نے قرآن مجید کے پھٹے ہوئے اوراق پھینکتے ہوئے لوگوں کو دکھائے۔ کہ یہ ہیں قرآن مجید کے وہ اوراق جسے چوک دال گراں میں ایک پولیس افسر نے ٹھوکر ماری ہے۔

سوال:۔ جب چوک دال گراں میں ہجوم کو منتشر کیا گیا تھا تو کیا آپ کے پاس لاؤڈ سپیکر موجود تھا؟

جواب:۔ ہو ہاں اس وقت پولیس کی ایک گاڑی موجود تھی جس میں لاؤڈ سپیکر لگا ہوا تھا۔ لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ اس موقع پر اس لاؤڈ سپیکر کو استعمال نہیں کیا گیا۔

فائرنگ کی غرض

سوال:۔ فائرنگ ناگزیر ہونے کی صورت میں کیا گولی چلانے کے حکم کا منشاء یہ تھا۔ کہ ان لوگوں کو نشانہ بنا کر انہیں ہلاک کر دیا جائے یا اس سے محض ہجوم کو منتشر کرنا ہی مقصود تھا؟

جواب:۔ جب گولی چلائی جاتی ہے۔ تو اس کا مقصد ہمیشہ مارنا ہی ہوتا ہے۔ ۲ اور ۳ مارچ کی رات کو یا ۴ مارچ کے دن کوئی فائرنگ نہیں ہوئی۔ ۴ تاریخ کی رات کو اور ۵ تاریخ کو جو فائرنگ ہوئی تھی۔ اس کے نتیجے میں بعض لوگ زخمی یا ہلاک ہوئے ہوں گے۔ لیکن مجھے اس کا یقینی علم نہیں ہے۔

میاں ممتاز دولتانہ کی طرف سے چوہدری یعقوب علی خان نے جو جرح کی۔ اس کا جواب دیتے ہوئے سید حسنات احمد نے بتایا۔ کہ ۵ اور ۶ مارچ کی درمیانی شب کو ڈیوٹی پر نہیں تھے انہوں نے کہا۔ میری موجودگی میں کوئی فائرنگ نہیں ہوئی۔ اور نہ میں نے سنا کہ ۶ مارچ کی صبح کو مارشل لاء کے نفاذ سے قبل کہیں بھی گولی چلی تھی۔

پمفلٹ

سید حسنات احمد کو یاد نہیں تھا۔ کہ مذکورہ پمفلٹ میں فائرنگ سے احتراز کرنے کے متعلق جو حکم درج تھا۔ اس پر کسی کے دستخط تھے انہوں نے کہا۔ انہوں نے پمفلٹ دیکھا تھا۔ اور محکمہ تعلقات عامہ کے ایک افسر نے جس کا انہیں اب نام یاد نہیں ہے۔ یہ پمفلٹ انہیں دیا تھا۔ اور کہا تھا۔ کہ وہ اسے تقسیم کرانے کے لئے اس کے ہمراہ چلیں۔

سوال:۔ میں آپ سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ یہ پمفلٹ مسٹر دولتانہ کے صرف اس بیان پر مشتمل تھا۔ جو انہوں نے ۶ مارچ کو دیا تھا اور جسے پبلک میں نشر کرنا مقصود تھا۔ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:۔ ایسا ہو گا۔ لیکن مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کہ اس میں ایک پیرا گراف فائرنگ کے متعلق تھا۔

سوال:۔ کیا وہ پمفلٹ یہی ہے۔ جو مسٹر دولتانہ کے تحریری بیان میں ضمیمہ ۴۳ کے طور پر درج ہے۔

(اس مرحلہ پر گواہ کو مذکورہ مسودہ دکھایا گیا)

جواب:۔ یہ وہی ہو گا۔ اس بات کا امکان ہے۔

سوال:۔ کیا اس میں فائرنگ کا ذکر آتا ہے؟

جواب:۔ جی ہاں۔

مجسٹریٹوں کی کانفرنس

سوال:۔ کیا وزیر اعلیٰ نے ۶ مارچ کو فائرنگ کے متعلق کوئی نئی ہدایات جاری کی تھیں؟

جواب:۔ مجھے علم نہیں ہے۔

سوال:۔ ۲۶ فروری کو مجسٹریٹوں کی کانفرنس میں جو فیصلے ہوئے تھے۔ کیا ان کا کوئی ریکارڈ تیار کیا گیا تھا؟

جواب:۔ نہیں! شائد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے خود کوئی یادداشت رکھی ہو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے ہمیں یہ واضح ہدایات ملی تھیں کہ امن و امان سختی سے برقرار رکھا جائے نیز احکامات میں سے ایک حکم یہ تھا۔ کہ جلوسوں کو مال روڈ پر آنے کی اجازت نہ دی جائے۔

دینی سوالات اور اُن کے جوابات (دوسری ایڈیشن)
پر
معزز رسالہ الفرقان کا تبصرہ
”یہ پچاس صفحات کا دلچسپ رسالہ ہے۔ جس میں اسلام کی ہستی سے لیکر تحریک احمدیت تک کے بارے میں مختلف سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں موجودہ زمانہ میں پیدا ہونے والے تمام سوالوں کا ایسے دلکش پیرایہ میں جواب دیا گیا ہے کہ رسالہ ختم کئے بغیر چھوڑا نہیں جا سکتا۔“ کا رڈ آنے پر
مفت
عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

حب اطہر اسٹرانگ:۔ اسقاط حمل کا مجرب علاج: فی تولہ ڈیڑھ روپیہ ۱/۸۔ مکمل خوراک گیارہ تولے پورے چودہ روپے ۱۴-۳۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ

ایک اور شہادت

پنجاب کانسٹیبلری کے سپرنٹنڈنٹ پولیس ملک خان بہادر نے بتایا۔ کہ ۴ اور ۵ مارچ کو چوک دال گراں میں جب یہ واقعہ پیش آیا تو وہ وہاں موجود تھے۔ واقعہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔ کہ وہ سول لائنز کے تھانے میں تھے۔ کہ جب انہیں یہ اطلاع ملی۔ کہ چوک دال گراں میں کافی زیادہ گڑبڑ ہے۔ اور یہ کہ ہجوم پولیس کو گھیرے میں لے رہا ہے۔ یہ اطلاع ملنے پر ریزرو پولیس کا ایک دستہ ساتھ لیکر وہ موقع پر پہنچے۔ جہاں انہوں نے ایک بڑا ہجوم اور رضاکاروں کا ایک جتھا دیکھا۔ "ہجوم کو منتشر ہونے کے لئے کہا گیا۔ لیکن اس نے منتشر ہونے کی بجائے ہم پر پتھر پھینکنے شروع کر دیئے۔ مکانوں کی چھتوں پر سے بھی بعض پتھر پھینکے گئے۔ سید حسنات احمد سٹی مجسٹریٹ نے جو وہاں موجود تھے۔ لاٹھی چارج کا حکم دیا۔ ہجوم منتشر ہونے لگا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد یہ پھر آ جمع ہوا۔ چنانچہ اشک آور گیس کا ایک بم پھینکا گیا۔ جس کے بعد ہجوم منتشر ہو گیا۔

بے بنیاد الزام

سوال :۔ رضاکاروں کا کیا بنا؟

جواب :۔ انہیں لاریوں میں بھر دیا گیا۔ لیکن مجھے یہ نہیں معلوم کہ انہیں بھیجا کہاں گیا۔

سوال :۔ کیا آپ کو یاد ہے۔ کہ کسی پولیس افسر نے کسی عمر رسیدہ شخص کے ٹھوکر ماری تھی۔ اور یہ کہ اس شخص کے پاس حمائل تھی؟

جواب :۔ یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے۔

سوال :۔ کیا کوئی آدمی ہلاک ہوا تھا؟

جواب :۔ کوئی نہیں۔

سوال :۔ کتنے آدمی شدید طور پر زخمی ہوئے تھے؟

جواب :۔ اگرچہ ہجوم کو منتشر کرنے میں بعض لوگوں کو چوٹیں آئی تھیں۔ لیکن شدید طور پر کوئی مجروح نہیں ہوا۔

احرار کے گواہ

اس سے قبل ان آٹھ گواہوں کی شہادتیں قلمبند کی گئیں۔ جو مجلس احرار کی طرف سے پیش کئے گئے تھے۔ ان میں سے سب سے پہلے محمد نذیر نے گواہی دی۔ اس نے کہا۔ کہ وہ برانڈرتھ روڈ پر فرادگی دوکان کرتا ہے۔ جو مسجد دال گراں سے صرف تین یا چار سو فٹ کے فاصلے پر واقع ہے۔

واقعہ بیان کرتے ہوئے اس نے بتایا۔ کہ یہ واقعہ بدھ کے روز ساڑھے بارہ بجے اور ایک بجے کے درمیان پیش آیا۔ ایک جلوس چوک دال گراں کی طرف سے ریلوے اسٹیشن کی طرف آ رہا تھا۔ دو افسر جن کے نام گواہ کو معلوم نہیں تھے۔ ریلوے اسٹیشن کی جانب سے موٹر کار میں آئے۔ انہوں نے رضاکاروں سے ٹھہرنے کو کہا۔ اور رضاکار حکم کی تعمیل میں وہیں ٹھہر گئے۔

"ان کو ایک دوسری سڑک کا رخ کرنے اور وہاں جا کر بیٹھ جانے کا حکم دیا گیا۔ پندرہ بیس منٹ کے بعد پولیس کا ایک دستہ آیا۔ اور اس نے رضاکاروں پر لاٹھی چارج کیا۔ رضاکار وہاں لیٹ گئے۔ اس کے بعد انہیں ایک ٹرک میں سوار کر دیا گیا۔ لیکن سب کو اس میں جگہ نہ مل سکی"۔

رضاکاروں کو "گھسیٹا گیا"

"تھوڑی دیر کے بعد پولیس کا ایک اور دستہ آیا۔ پولیس کے ان سپاہیوں نے بھی رضاکاروں پر لاٹھی چارج کیا۔ اس دفعہ بھی وہ زمین پر لیٹ گئے۔ اس پر رضاکاروں کو گھسیٹ گھسیٹ کر اس سڑک کی طرف لے جایا گیا۔ جو چوک دال گراں کی طرف جاتی ہے۔ اور وہاں بعض ٹرکوں کے آگے انہیں ڈال دیا گیا۔ انہیں منتشر ہونے کے لئے کہا گیا۔ نیز خبردار کیا گیا۔ کہ اگر وہ منتشر نہ ہوئے۔ تو ٹرک ان کے اوپر سے گزار دیئے جائیں گے"۔

"رضاکاروں میں ایک بوڑھا آدمی تھا جس کے گلے میں "حمائل" پڑی ہوئی تھی۔ اس کو پولیس نے لاٹھیوں سے مارا۔ رضاکار اٹھے اور پھر اسی پرانی جگہ آ گئے۔ جہاں ان پر اشک آور گیس پھینکی گئی تھی"۔

عدالت کے اس سوال کا گواہ نے نفی میں جواب دیا۔ کہ آیا وہ سید حسنات احمد مجسٹریٹ کو جانتا ہے۔

سوال :۔ کیا اس وقت جبکہ رضاکاروں کو منتشر ہونے کے لئے کہا گیا۔ اور ان پر لاٹھی چارج کیا گیا۔ کوئی مجسٹریٹ موجود تھا۔

جواب :۔ وہاں کچھ افسران تھے تو سہی۔ لیکن میں نہیں جانتا۔ کہ ان میں کوئی مجسٹریٹ بھی تھا۔

گواہ نے کہا۔ کہ اس نے اس جلسے میں شرکت نہیں کی تھی۔ جو اس روز دہلی دروازے کے باہر منعقد ہوا تھا۔

طالب علم کا احتجاج

اس کے بعد گواہ مسمی محمد حنیف کی گواہی قلمبند کی گئی۔ اسے بھی مجلس احرار نے طلب کیا تھا۔ گواہ نے کہا کہ محمد نذیر جس کی گواہی اس سے قبل قلمبند کی جا چکی تھی۔ اس کا چچا ہے اور وہ اس وقت جبکہ مذکورہ واقعہ پیش آیا اپنے چچا کے ساتھ دوکان میں ہی تھا۔ محمد حنیف کی گواہی تقریباً وہی تھی جو اس سے پہلے محمد نذیر دے چکا تھا۔ تاہم اس نے یہ مزید بتایا کہ رضاکاروں میں سے آٹھ نو رضاکار ایسے تھے جن کے پاس "حمائل" تھیں۔ ان میں سے ایک بوڑھا آدمی تھا۔ جسے حمائل سمیت گھسیٹ کر اس سڑک کی طرف لے جایا گیا۔ جو چوک دال گراں کی طرف جاتی ہے۔

گواہ نے کہا۔ اسے زمین پر ایک ٹرک کے سامنے ڈال دیا گیا۔ وہاں ایک طالب علم بھی کھڑا تھا جس نے اس بے حرمتی پر احتجاج کیا۔ کیونکہ رضاکار کے ساتھ ساتھ زمین پر حمائل بھی گھسٹ رہی تھی۔ افسروں میں سے ایک افسر نے جس کے متعلق میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ پولیس افسر تھا یا نہیں ایک چھوٹے سے لڑکے کے لات ماری جو وہیں بے ہوش ہو گیا۔

گواہ نے عدالت کو بتایا کہ رضاکار وردیوں میں نہیں تھے۔ جب عدالت نے مزید دریافت کیا کہ آیا وہ لال وردیاں پہنے ہوئے تھے۔ تو گواہ نے کہا کہ وہ سب سادہ کپڑوں ہی میں تھے۔

سوال۔ کیا آپ بوڑھے آدمی کو شناخت کر سکتے ہیں؟

جواب۔ نہیں جناب

سوال اور اس لڑکے کو بھی جسے پیٹا گیا تھا؟

جواب۔ نہیں جناب! وہ ایک راہ گیر تھا اور اس نے اپنے ہاتھ میں کچھ کتابیں پکڑی ہوئی تھیں۔

"لعنت وپھٹکار کی آوازیں"

اس کے بعد ایک اور گواہ شیخ محمد رفیق نے بیان دیا۔ اس نے بتایا کہ اس کی دوکان چوک دال گراں سے قریباً ایک سو فٹ کے فاصلہ پر واقع ہے اس نے کہا کہ ایک بوڑھے آدمی کو اس کے سامنے گھسیٹا گیا تھا۔ گواہ نے مزید بتایا کہ جب بوڑھے آدمی کو گھسیٹا جا رہا تھا تو ساتھ ساتھ اسکے لاتیں بھی ماری جا رہی تھیں۔ اور اس نے (گواہ نے) "حمائل" کو گرتے اور اسے ٹھوکر مارتے ہوئے دیکھا۔ اس نے کہا کہ اس نے ایک اور لڑکے کو بھی دیکھا کہ پولیس کا ایک افسر اسے پیٹ رہا تھا اور لاتیں مار رہا تھا۔

بیان جاری رکھتے ہوئے گواہ نے کہا کہ جب پولیس افسر نے "حمائل" کو ٹھوکر ماری تو قریب ہی کھڑے ہوئے بعض لوگوں نے بلند آواز سے اس پولیس افسر پر "لعنت" بھیجی۔ گواہ نے بتایا کہ "میں بھی ان میں شامل تھا ایک پولیس افسر نے سن لیا کہ میں بھی "لعنت لعنت" کہہ رہا ہوں۔ اس نے ایک اور پولیس افسر کو ہدایت کی۔ کہ وہ مجھے پکڑے چنانچہ وہ افسر میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ تم گالی کیوں دے رہے ہو۔ میں نے کہا کہ میں نے تو صرف قرآن مجید کی بے حرمتی کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ اس پر اس نے پستول کی بیٹی میرے منہ پر کھینچ ماری۔ قبل اسکے کہ مجھے پیٹا گیا۔ پولیس والے ان دو اشخاص کو کہ جن کے پٹنے اور زخمی ہونے کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں دوسرے زخمیوں کے ساتھ ٹرکوں میں ڈال کر کہیں لے جا چکے تھے:

[illegible]

سے پوچھا۔ کہ وہ اس واقعہ پر عوام کا ردعمل بیان کریں۔ گواہ نے کہا کہ عوام بہت مضطرب تھے۔ بوڑھے آدمی کی حمائل جزدان میں تھی۔

سوال :۔ کیا آپ نے حمائل کے صفحات پھٹے ہوئے دیکھے۔

جواب :۔ نہیں۔

سوال :۔ کیا آپ ذاتی طور پر کسی رضاکار کو جانتے ہیں

جواب :۔ وہ دوسرے شہروں کے باشندے نظر آتے تھے۔ جن افسروں نے رضاکاروں کا سامنا کیا ان میں ایک مجسٹریٹ بھی تھا۔

شیخ محمد شریف نے گواہی دی کہا۔ کہ جس جگہ واقعہ ہوا اس کے قریب ہی میری دوکان ہے۔ ساٹھ ستر رضاکاروں کا دستہ برانڈرتھ روڈ پر گلہ پڑھتا ہوا آیا۔ ان کے گلے میں ہار تھے۔ یہ رضاکار دیہاتی نظر آتے تھے پولیس ان کے پیچھے تھی۔ گواہ نے کہا کہ جو نہی رضاکار گذر رہے۔ لوگ دوڑتے ہوئے آئے۔ جس طرف جلوس گیا تھا اس کو گواہ بھی جائے وقوع پر گیا۔ گواہ نے دیکھا کہ ایک مجسٹریٹ نے پولیس کو دو جمعیتوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ ایک پارٹی گلی میں رضاکاروں پر لاٹھی چلا رہی تھی اور دوسری چوک سے لوگوں کو ہٹا رہی تھی۔ رضاکاروں کو منتشر ہونے کے لئے کہا گیا۔ مگر انہوں نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا۔ گواہ نے محمد رفیق کو پولیس سے مار کھاتے ہوئے دیکھا گواہ نے کہا کہ اس نے زمین پر کوئی حمائل نہیں دیکھی مگر اس نے قرآن حکیم کی بے حرمتی کے بارے میں سنا۔ اس نے سنا کہ قرآن حکیم کو ایک پولیس افسر نے ٹھوکر لگائی ہے۔ اور اسے نالی میں پھینک دیا ہے۔ گواہ نے مزید کہا کہ اس نے اس جلسے میں شرکت نہیں کی جو اس واقعہ کے بعد دہلی دروازے کے باہر ہوا۔

اگلے گواہ شمس الدین نے کہا۔ کہ ۶۳ برانڈرتھ روڈ پر اس کی دوکان ہے۔ یہ واقعہ دوپہر کو ہوا۔ ریلوے اسٹیشن پر چوک دال گراں کی طرف جلوس جا رہا تھا۔ یہ جلوس لوکو شاپ کے اسٹاف پر مشتمل تھا۔ اس جلوس میں رضاکار نہیں تھے۔ تھوڑی دیر بعد پولیس کی دو تین لاریاں آئیں۔ جو جلوس کے پیچھے کھڑی ہو گئیں۔ پولیس ٹرکوں سے اتر کر مختلف جگہوں پر کھڑی ہو گئی۔ ان کے ساتھ لاٹھیاں اور اسلحہ تھا۔ جلوس کو منتشر ہونے کا حکم دیا گیا۔ اہل جلوس بیٹھ گئے۔ ان پر اشک آور گیس پھینکی گئی۔ اور پھر پولیس نے گولی چلائی اور چودہ پندرہ اشخاص مجروح ہو کر گر پڑے۔ اس پر ہجوم منتشر ہو گیا۔

جب عدالت نے گواہ سے کہا۔ کہ وہ ان چودہ پندرہ اشخاص کی تفصیل بیان کرے۔ تو گواہ نے معذوری کا اظہار کیا۔ گواہ نے کہا۔ اغلباً فائرنگ کا حکم پولیس افسر نے دیا ہوگا۔ گواہ نے عدالت کو بتایا۔ کہ یہ واقعہ چوک دال گراں کی مسجد سے ایک سو فٹ پر ہوا۔ (نامکمل)

تریاق اٹھرا حمل ضائع ہو جاتے ہوں بچے فوت ہو جاتے ہوں فی شیشی ۲/۸ روپے مکمل کورس ۲۵ روپے دواخانہ نورالدین جوہامل بلڈنگ لاہور

آئینی فارمولے کی منظوری پر ملک بھر میں مسرت کی لہر دوڑ گئی!

وزیر اعظم محمد علی اور مشرقی و مغربی پاکستان کے نمائندوں کو مبارکباد

کراچی ۵ راکتوبر: آئین سے متعلق اختلافات کو دور کرنے کے لیے جو فارمولا تیار کیا گیا ہے۔ اس کا سارے مشرقی و مغربی پاکستان میں عام طور پر خیر مقدم کیا جا رہا ہے۔ پاکستان دستور ساز اسمبلی کے متعدد ممبروں نے فارمولے کا خیر مقدم کرتے ہوئے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا ہے۔ کہ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے اختلافات دور ہو گئے۔ اور آئین سازی شروع کرنے کا راستہ ہموار ہو گیا۔ ان ممبروں نے ملک کے عوام سے فارمولے پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی بھی اپیل کی ہے۔ حزب اختلاف کے ممبروں نے بھی اس بات پر اظہار مسرت کیا ہے۔ کہ اختلافات دور ہو گئے۔ اب اسمبلی کی کانگرس پارٹی اس فارمولے پر غور کرے گی۔ سوزیر اعلیٰ مشرقی بنگال مسٹر نورالامین سے جب ان آئینی تجاویز پر اپنے ردعمل کا اظہار کرنے کے لئے کہا گیا۔ تو انہوں نے کہا۔ عمل ہمارا ہے۔ اور اس پر ردعمل کا اظہار اب لوگوں کا کام ہے۔ تمام بڑے بڑے زعماء نے اس کامیابی پر وزیر اعظم محمد علی اور مشرقی و مغربی پاکستان کے زعماء کو مبارکباد دی ہے۔ اور اس سمجھوتہ کو مسلم لیگی قیادت کے اعلیٰ تدبر کا ثبوت قرار دیا ہے۔

جنوبی کوریا بھارتی فوج پر حملہ کریگا

قومی اسمبلی میں وزیر خارجہ کا اعلان

سیئول ۵ راکتوبر: جنوبی کوریا کے قائم مقام وزیر خارجہ چو چنگ وان نے آج قومی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ جنوبی کوریا جنگی قیدیوں کی نگرانی کرنے والی بھارتی فوج کو کوریا سے نکالنے کیلئے اپنی مسلح افواج کو استعمال کرے گا۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہم بھارتی فوج کی سرگرمیوں کا جائزہ لے رہے ہیں۔ اور اگر ضروری سمجھا گیا۔ تو ہم حملہ کریں گے۔ انہوں نے کہا۔ کہ جب کمیونسٹ چین کوریا میں جنگ کرنے کے لئے رضاکار بھیج سکتا ہے۔ تو ہم بھی بھارتیوں کو کوریا سے نکالنے کے لئے رضاکار فوج استعمال کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ جنوبی کوریا نے بھارتی فوج کی فائر تنگ کے خلاف غیر جانبدار کمیشن سے خود احتجاج کیا ہے۔

سردار شوکت حیات اور سردار اسد اللہ جان

میاں افتخار الدین کی آزاد پاکستان پارٹی سے علیحدہ ہو گئے

کراچی ۵ راکتوبر: پاکستان پارلیمنٹ کے دو ممبر سردار شوکت حیات اور سردار اسد اللہ جان آزاد پاکستان پارٹی سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ یہ دو ممبر فی الحال ایوان میں آزاد ممبروں کی حیثیت سے بیٹھیں گے۔ پارلیمنٹ میں آزاد پاکستان پارٹی کے تین ممبر تھے۔ اب صرف میاں افتخار الدین اس پارٹی میں رہ گئے ہیں۔ سردار شوکت حیات پارٹی کے سیکرٹری تھے۔ بعض ممبروں نے توقع ظاہر کی ہے۔ کہ سردار شوکت حیات پھر مسلم لیگ اسمبلی پارٹی میں شامل ہو جائیں گے۔

نئے آئین میں کشمیر کو یونٹوں کے

مقابلہ میں خاص درجہ دینے کا فیصلہ

کراچی ۵ راکتوبر: انتہائی معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ آئینی تعطل کو ختم کرنے کے لئے جو فارمولا منظور کیا گیا ہے۔ اس میں ریاست جموں و کشمیر کا بھی بطور خاص ذکر کیا گیا ہے۔ فارمولا میں یہ طے ہوا ہے کہ ریاست کشمیر کو مملکت پاکستان میں صوبے یونٹ یا ریاست سے جداگانہ اور نمایاں طور پر ایک خاص درجہ دیا جائے گا۔ اس سے پہلے آج جب وزیر اعظم کا مختصر اعلان ریڈیو پر نشر ہوا۔ اور شام کے اخبارات میں شائع ہوا۔ تو لوگوں کو یہ دیکھ کر بہت مایوسی ہوئی کہ اس میں کشمیر کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ بہت سے حلقوں میں اس پر کافی مایوسی کا اظہار کیا گیا۔ جب فارمولا تیار کرنے والوں میں سے ایک ذمہ دار شخصیت کو اس صورت حال سے باخبر کیا گیا۔ تو انہوں نے بتایا کہ فارمولا میں کشمیر کا بطور خاص ذکر موجود ہے۔

نئے دستوری فارمولے کی خاص خاص باتیں

مسلم لیگ اسمبلی پارٹی نے جو دستوری فارمولا متفقہ طور پر کل منظور کیا۔ اور جس کا اعلان کل وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے پارٹی کے اجلاس میں کیا۔ اس کی مزید تفصیلات یہ ہیں:

(۱) مجلس قانون ساز کے دو ایوان ہوں گے (۲) دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں مشرقی اور مغربی زون کے ممبروں کی تعداد برابر یعنی ۱۷۵ فی زون ہوگی (۳) دونوں ایوانوں کے مشترک اجلاس میں اعتماد اور عدم اعتماد نیز دیگر اہم قومی مسائل کا فیصلہ معمولی اکثریت سے ہوگا۔ بشرطیکہ اکثریت کے ووٹوں میں مشرقی اور مغربی زون کے تیس تیس فی صدی ووٹ بھی شامل ہوں۔ (۴) مشترک اجلاس میں اختلاف ہونے پر یا تو زیر بحث تجویز گر جائے گی۔ یا صدر مملکت دونوں ایوانوں کو توڑ کر تازہ انتخابات کا حکم دیں گے۔ (۵) دونوں ایوانوں کے اختیارات مساوی ہوں گے۔ (۶) صدر مملکت صرف وزارت وقت کے مشورے پر قانون ساز مجلس کو توڑ سکتے ہیں اس کے بغیر نہیں۔ (۷) صدر مملکت اور وزیر اعظم ایک زون کے رہنے والے نہیں ہوں گے۔ اگر صدر مملکت مشرقی زون کا ہو۔ تو وزیر اعظم لازماً دوسرے زون کا ہوگا۔

ایران کے سابق چیف آف اسٹاف کے خلاف فرد جرم

تہران ۵ راکتوبر: آج یہاں ایران کے سابق چیف آف اسٹاف جنرل ریاحی کے خلاف بھی فرد جرم کا اعلان کر دیا گیا۔ ان کے خلاف بھی وہی الزامات لگائے گئے ہیں۔ جو سابق وزیر اعظم ڈاکٹر مصدق کے خلاف لگائے گئے تھے۔ سرکاری وکیل نے سابق چیف آف اسٹاف کو موت کی سزا دینے کا مطالبہ کیا ہے۔

کمیونسٹ ایران پر قبضہ کرنیوالے تھے

ہم انہیں ختم کر رہے ہیں۔ زاہدی کا اعلان

واشنگٹن ۵ راکتوبر: ایران کے وزیر اعظم جنرل فضل اللہ زاہدی نے کہا ہے۔ کہ ایک وقت کمیونسٹ ایران میں اقتدار پر قبضہ کرنے کے قریب تھے۔ مگر اب یہ خطرہ نہیں رہا ہے۔ جنرل زاہدی نے ایک امریکی اخبار کے نمائندے کے ساتھ ایک ملاقات میں کہا۔ کہ ہم کمیونسٹوں کو ختم کرنے کی کارروائی کر رہے ہیں۔ اور ان کی جماعتی تنظیم کو ختم کر رہے ہیں۔

جسٹس عبد الرحمن ریٹائر ہو گئے

کراچی ۱۶ راکتوبر: آج ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ فیڈرل کورٹ آف پاکستان کے جج آنریبل جسٹس عبد الرحمن جو آج کل رخصت پر ہیں ۶۵ سال عمر ہو جانے کی وجہ سے ۴ راکتوبر ۱۹۵۳ء سے اپنے عہدہ سے ریٹائر ہو گئے ہیں۔

---

*ارادہ سے بے تکلف گفتگو کی۔ ہز ایکسی لینسی گورنر جنرل سے رخصت ہونے سے قبل اس وفد کے چار ارکان نے جن میں دو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ ایک ملی گیت "پاکستان زندہ باد" گایا۔ اس گیت میں پاکستان کے دونوں حصوں کے بنیادی اتحاد اور مستحکم رشتہ پر زور دیا گیا ہے۔

مجلس قانون ساز کے دو ایوانوں میں نشستوں کی تقسیم

	ایوان بالا	ایوان زیریں
مشرقی زون	۱۰	۱۶۵
مغربی زون	۴۰	۱۳۵
کل	۵۰	۳۰۰

یونٹوں کی نشستیں

	ایوان بالا	ایوان زیریں
(۱) مشرقی بنگال	۱۰	۱۶۵
(۲) پنجاب	۱۰	۷۵
(۳) صوبہ سرحد، سرحدی ریاستیں اور قبائلی علاقے	۱۰	۲۴
(۴) سندھ اور خیرپور	۱۰	۱۹
(۵) بلوچستان، بلوچ ریاستی یونین، بہاولپور اور کراچی	۱۰	۱۷
کل	۵۰	۳۰۰

مشرقی اور مغربی پاکستان ملک کی دو آنکھیں ہیں

گورنر جنرل کی طلباء کے وفد سے ملاقات

کراچی ۵ راکتوبر: مشرقی اور مغربی پاکستان ملک کی دو آنکھوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر کام کرنا ہے۔ یہ ہیں وہ الفاظ جو ہز ایکسی لینسی مسٹر غلام محمد نے مشرقی پاکستان کے طلباء کے اس وفد سے کہے۔ جو مغربی پاکستان کے خیر سگالی دورہ پر آیا ہوا ہے۔ ہز ایکسی لینسی نے کہا کہ پاکستان کے دونوں حصوں کے درمیان طلباء کے خیر سگالی وفود کا تبادلہ کیا جائے۔ انہوں نے آج صبح مذکورہ وفد سے ایک گھنٹہ سے زیادہ دیر تک ملاقات کی۔ ہز ایکسی لینسی نے تمام طلباء سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد تین تین طالب علموں کی ٹولیوں نے بیٹھ کر*

(بقیہ لیڈر صفحہ ۲)

علماء اور زعماء پر چھوڑا گیا تو کچھ بھی نہیں ہو سکے گا۔ قومی اخلاق بلند تو نہیں ہوگا۔ البتہ مذہبی پارٹی بازی بڑھ جائے گی۔

مسلمانوں میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں۔ مگر وہ رسمی علماء کے رعب کے نیچے دبے ہوئے ہیں جو نہ آپ کچھ کرتے ہیں۔ اور نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ ذرا ذرا سی بات پر فتوے لگاتے ہیں۔ جس سے ایسے لوگوں کی ہمت بھی پست ہو کر رہ جاتی ہے۔ جو کام کرنا چاہتے ہیں۔ اور اب ہماری سوسائٹی ایسی پستی کے گڑھے میں گر گئی ہے۔ کہ جس میں ہر قسم کے جرائم آسانی سے نشو و نما پا سکتے ہیں۔

علماء اور زعماء جن مشاغل میں مصروف ہیں وہ انہیں چھوڑ نہیں سکتے۔ آجکل ان کو مختلف سیاسیات کی پیچ و خم نکالنے سے فرصت ہی نہیں مل سکتی۔ وہ تو ہمیشہ سے تخویف اور دھمکیوں سے ہی کام لینے کے عادی چلے آئے ہیں۔ اس لئے عوام کی تخویف اور حکومت کو دھمکیاں دینا ان کی خوت ثانی بن چکی ہے۔ قومی اخلاق کی تربیت کا بار ان پر ڈالنا زیبا نہیں۔